مناظرِ سحر

جوشؔ ملیح آبادی

(1896ء-1982ء)

تعارف:

زندگی کے حالات: جوشؔ کا اصل نام شبیر حسن خان تھا۔ وہ ملیح آباد (لکھنؤ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بشیر احمد بشیر تھا جو خود بھی ایک اچھے شاعر تھے۔ نسلاً آفریدی تھے۔ آباؤ اجداد کا تعلق وادیِ تیراہ سے تھا۔ جوشؔ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کی اور عربی فارسی پر اچھی خاصی دسترس حاصل کر لی۔ اس کے بعد سینٹ پیٹرس کالج آگرہ سے مزید تعلیم حاصل کی۔ جوشؔ کا تعلق ایک جاگیردار گھرانے سے تھا، لیکن والد کے انتقال سے سارا خاندان انتشار کا شکار ہو گیا۔

روزگار کے سلسلے: تلاشِ معاش کے سلسلے میں کافی پریشان رہے۔ آخر کار دارُالترجمہ (جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد) میں ملازمت اختیار کی، لیکن نظام حیدر آباد کے خلاف ایک نظم لکھنے کی پاداش میں معتوب ہو کر ریاست بدر ہوئے اور دہلی منتقل ہو گئے۔ وہاں مختلف رسائل سے منسلک رہے۔ کچھ عرصہ فلمی دُنیا اور آل انڈیا ریڈیو سے بھی وابستہ رہے۔ کچھ عرصہ فلمی دُنیا اور آل انڈیا ریڈیو سے بھی وابستہ رہے۔ ادبی خدمات کے صلے میں ہندوستانی حکومت اُنھیں سب سے بڑا ادبی اعزاز "پدما بھوشن" عطا کیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی میں رہائشِ اختیار کی۔ ان کا انتقال اسلام آباد میں ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

ادبی خدمات: جوشؔ کو ادبی ماحول ورثے میں ملا تھا۔ انھوں نے شعر گوئی کی ابتدا تقریباً نو سال کی عمر سے کی۔ ابتدا میں انھوں نے غزلیں کہیں، لیکن جلد ہی وہ نظم کی طرف مائل ہو گئے۔ نظم نگاری میں اُنھیں ایک خاص مرتبہ حاصل ہے۔ ان کی نظموں میں مناظرِ فطرت کی عکاسی، انقلابی رنگ اور شباب کی ولولہ انگیزی پائی جاتی ہے۔ اس لیے انھیں شاعرِ فطرت اور شاعرِ انقلاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نظموں میں سیاسی رنگ بھی ہے اور اجتماعی عنصر بھی نمایاں ہے۔ جوشؔ کو الفاظ پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ ان کا ذخیرہ الفاظ بہت وسیع تھا۔ ان کے لہجے میں ایک خاص گھن گرج اور بہاؤ ہے۔ شعری وسائل کے فنکارانہ استعمال سے جوش نے اپنے کلام میں دلکشی اور رعنائی پیدا کی ہے۔ وہ کسی بھی موضوع پر مسلسل اور مفصل لکھنے پر قادر تھے۔

مجموعہ کلام: شعلہ و شبنم، روحِ ادب، نقش و نگار، فکر و نشاط، حرف و حکایات، آیات و نغمات، سیف و سبو، عرش و فرش، یادوں کی بارات (خود نوشت) وغیرہ

نظم کا تعارف:

یہ نظم معروف شاعر جوش ملیح آبادی کی ہے، جنھیں شاعرِ فطرت اور شاعرِ انقلاب کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں شاعرِ فطرت نے صبح کا منظر بہت ہی دل فریب انداز میں بیان کیا ہے۔ اس منظر کو بیان کرنے میں جو جذب اور سرور کی کیفیت ہے، وہ واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس نظم کی ہیئت مسدس کی ہے جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہیں۔

(تعارفی عبارت ہر جز کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

Geniusnesthub.com
CamScanner

لغت و توضیحات

تعارف (صفحہ نمبر 198)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دسترس	پہنچ، مہارت	دارُالترجمہ	وہ ادارہ جہاں ترجمے کیے جاتے تھے
تلاشِ معاش	روزگار کی تلاش میں	ریاست بدر	ریاست سے نکال دیا جانا
معتوب	جس پر عتاب نازل ہو، جس سے ناراض ہوا جائے	شاعرِ فطرت	ایسا شاعر جو فطرت کے مناظر بیان کرے
بہاؤ	روانی	گھن گرج	ایسے الفاظ کا استعمال جن میں شان و شوکت ہو
شاعرِ انقلاب	ایسا شاعر جس کے ہاں انقلابی تصورات پائے جاتے ہوں		

اشعار کی تشریح

(ا)

کیا روح فزا جلوہ، رخسارِ سحر ہے
کشمیر دلِ زار ہے فردوس نظر ہے
ہر پھول کا چہرہ عرقِ حسن سے تر ہے
ہر چیز میں اک بات ہے ہر شے میں اثر ہے
ہر سمت بھڑکتا ہے رُخِ حُور کا شعلہ
ہر ذرۂ ناچیز میں ہے طُور کا شعلہ

لغت: روح فزا: روح کو تازہ کرنے والا، سکون دینے والا۔ رخسارِ سحر: صبح کا جلوہ۔ کشمیرِ دلِ زار ہے: دل کشمیر کی طرح مہک رہا ہے۔ فردوس نظر ہے: آنکھوں میں جنت ہے۔ عرقِ حسن: حسن کے قطرے مراد شبنم کے قطرے۔ رُخِ حُور: حُور کا چہرہ۔ ذرۂ ناچیز: معمولی ذرے میں۔ طُور کا شعلہ: وہ تجلی جو موسیٰؑ کو کوہِ طور پر نظر آئی تھی۔

مفہوم: صبح کا جلوہ اس قدر روح کو سکون دینے والا ہے کہ دل کشمیر کی طرح مہک رہا ہے اور آنکھوں میں جنت کے نظارے ہیں۔ ہر پھول کا چہرہ شبنم کے قطروں سے حسین ہے اور ہر چیز میں ایک تاثیر ہے۔ ہر سمت حُوروں کا حسن بکھرا ہوا ہے اور ہر ذرے میں طُور کی تجلی کی جھلک ہے۔

تشریح

یہ نظم معروف شاعر جوش ملیح آبادی کی ہے، جنھیں شاعرِ فطرت اور شاعرِ انقلاب کہا جاتا ہے۔ اس نظم میں شاعرِ فطرت نے صبح کا منظر بہت ہی دل فریب انداز میں بیان کیا ہے۔ اس منظر کو بیان کرنے میں جو جذب اور سرور کی کیفیت ہے، وہ واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس نظم کی ہیئت مسدس کی ہے جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہیں۔

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر بند میں شاعر صبح کا منظر بڑے ہی دل کش اور دل فریب انداز میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کا جلوہ اس قدر حسین ہے کہ

Geniusnesthub.com

CamScanner

یہ روح کی تاروں کو چھیڑ رہا ہے۔ روح جیسے اس منظر کو دیکھ کر سرشار ہے۔ یہ منظر اس قدر دل رُبا ہے کہ دل کشمیر جسے جنتِ ارضی کہا جاتا ہے، کی طرح کھل اُٹھا ہے۔ دل کی دنیا گل و گلزار ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے اس میں ہر طرف پھول ہی پھول کھل اُٹھے ہیں اور ٹھنڈی ہوائیں اسے خوشبوؤں سے معطر کر رہی ہیں۔ آنکھوں میں جیسے فردوس کے جلوے ہیں۔ آنکھیں اس منظر کو دیکھتی ہیں تو بے اختیار جنت کا گمان ہوتا ہے۔ دل اپنے رب کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ یہ ایسا دل فریب منظر ہے کہ یقین ہو جاتا ہے کہ کسی ایسے مصور کا شاہکار ہے جس کے فکر و نظر کی کوئی حد نہیں، وہ لامحدود ذات و صفات کا مالک ہے، وہی ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ جوش ملیح آبادی ہی نے اپنے ایک اور شعر میں کہا تھا:

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لیے　　اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

شاعر کہتا ہے کہ ہر پھول کے چہرے پر شبنم کے قطروں نے انھیں حسن تر بنا دیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کسی حسین کے چہرے پر حسن کے قطرے چمک رہے ہیں۔ یہ ایسا منظر ہے کہ جس کی تاثیر لفظوں سے بیان نہیں کی جا سکتی۔ اسے بس دل سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ میر انیس نے بھی جب صبح کے وقت پھولوں اور سبزے پر شبنم کے قطروں کی جھلک دیکھی تو انھیں موتیوں سے تشبیہ دی تھی:

کھا کھا کے اوس اور بھی سبزا ہرا ہوا　　تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہوا

شاعر کہتا ہے کہ حسن کی اتنی فراوانی ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے اللہ سبحان و تعالی نے جو حسن حوروں کو عطا کیا ہے، وہ ہر طرف بکھرا ہوا ہے۔ ہر شے حوروں کا جلوہ دکھائی دیتی ہے۔ پھر شاعر کوہِ طور کی تلمیح استعمال کرتا ہے۔ کوہِ طور وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ اللہ سے ہم کلام ہونے جاتے تھے۔ ایک روز انھوں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس کے جواب میں اللہ نے انھیں صرف اپنی ایک تجلی دکھائی تو کوہِ طور ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے۔ شاعر اسی واقعے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کے وقت ہر ذرے سے طور کی وہ تجلی دکھائی دیتی ہے۔ گویا ہر ذرہ اپنے خالق کی نشانی ہے جو اس کے ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔

(۲)

لرزش وہ ستاروں کی وہ ذروں کا تبسم　　چشموں کا وہ بہنا کہ فدا جن پہ ترنم
گردوں پہ سپیدی و سیاہی کا تصادم　　طوفان وہ جلووں کا وہ نغموں کا تلاطم
اُڑتے ہوئے گیسو وہ نسیمِ سحری کے
شانوں پہ پریشان ہیں یا بال پری کے

لغت: لرزش: لرز نا مراد ستاروں کی جھلملاہٹ۔ تبسم: مسکراہٹ۔ فدا: قربان۔ ترنم: نغمگی، نغمے۔ گردوں: آسمان۔ سپیدی: سفیدی۔ تصادم: مراد ملنا۔ تلاطم: جوش و خروش۔ گیسو: بال۔ نسیمِ سحری: صبح کی ہوا کے۔ شانوں: کندھوں۔

مفہوم: وہ ستاروں کی جھلملاہٹ اور ذروں کی مسکراہٹ دیکھو۔ چشموں کے بہنے کی صدا جن پر نغمے بھی قربان ہوں۔ آسمان پر سفیدی اور سیاہی کا ملنا، یوں لگتا ہے کہ جیسے جلووں کا طوفان ہے اور نغموں کا جوش ہے۔ صبح کی ہوا کے گیسو کسی پری کے کندھوں پر بکھرے ہوئے بالوں کی طرح نظر آتے ہیں۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر بند میں شاعر صبح کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کا جلوہ اس قدر دل فریب ہوتا ہے کہ دل و جان کو معطر کر جاتا ہے۔ وہ

Geniusnesthub.com
CamScanner

ہمیں صبح کے وقت آسمان پر مدھم ہوتے ہوئے ستاروں کی جھلملاہٹ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ جھلملاہٹ ایک لرزش کی طرح دل و جان میں ایک ارتعاش سا پیدا کرتی ہے۔ جس ذرے کو دیکھو اس کا تبسم روح تک اُتر جاتا ہے۔ یوں گماں ہوتا ہے کہ جیسے ذرے ذرے سے خالقِ ازلی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ صبح کا نور اور تازگی زندگی کے وجود میں سرایت کر رہی ہے۔ حفیظ جالندھری نے اپنے ایک گیت میں کہا تھا:

یکا یک ایک تازگی — یکا یک ایک روشنی
نگاہِ جاں میں آگئی — حیات میں سما گئی

شاعر چشموں کے بہنے سے جو صدا بلند ہوتی ہے، ہمیں اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چشموں کے بہنے کی صدائیں ایسی دل کش ہیں کہ نغمے بھی اس پر قربان ہو رہے ہیں۔ ان کے بہنے میں جو ترنم اور سوز ہے، وہ ہر دل کو متاثر کر رہا ہے۔ آسمان پر دیکھو تو یوں لگتا ہے کہ جیسے صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی کے درمیان تصادم ہو رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔ دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کے لیے کوشش کر رہی ہیں۔ ہر طرف جلوؤں کی کثرت ہے، ہر طرف نغموں کی ہلچل ہے۔ گویا صبح کا منظر ہر دل میں ہلچل پیدا کر رہا ہے۔ پھر شاعر صبح کی ہوا کو پریوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ صبح کی ہوا کے گیسو یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے کوئی پری اپنے بالوں کو کندھوں پر بکھرائے جا رہی ہے۔

(۳)

وہ پھیلنا خوشبو کا وہ کلیوں کا چٹکنا — وہ چاندنی مدھم، وہ سمندر کا جھلکنا
وہ چھاؤں میں تاروں کی گُلِ تر کا مہکنا — وہ جھومنا سبزہ کا، وہ کھیتوں کا لہکنا
شاخوں سے ملی جاتی ہیں شاخیں وہ اثر ہے
کہتی ہے نسیمِ سحری "عیدِ سحر ہے"

لغت: چٹکنا: کھل کر پھول بننا۔ جھلکنا: چمک۔ گُلِ تر: شبنم سے بھیگے ہوئے پھول۔ نسیمِ سحری: صبح کی ہوا۔ عیدِ سحر ہے: صبح کا منظر عید کی مانند ہے۔

مفہوم: ہر طرف پھول کھلے ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ مدھم سی چاندنی میں سمندر چمک رہا ہے۔ تاروں کی چھاؤں میں شبنم سے بھیگے ہوئے پھول مہک رہے ہیں۔ سبزہ جھوم رہا ہے، شاخوں سے شاخیں ملی جاتی ہیں۔ صبح کی ہوا آواز دے رہی ہے کہ یہ صبح کی عید ہے۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر بند میں شاعر صبح کا حسین منظر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہر طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ان پھولوں نے پریوں کی طرح رنگین لباس پہن رکھے ہیں۔ ان کی خوشبو پورے چمن کو معطر کر رہی ہے۔ ہر طرف رنگ اور خوشبو کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ ہر شے اس رنگینی اور خوشبو سے اثر پزیر ہے۔ اقبال نے بھی رنگ برنگے پھولوں کو دیکھا تھا تو کہا تھا:

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار — اودے اودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

(اودے: جامنی رنگ۔ پیرہن: لباس)

شاعر اس صبح کے منظر کو مزید رنگ دکھاتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کی چاندنی میں سمندر چمک رہا ہے۔ یہ چمک دمک بہت ہی دل کش ہے۔ دل اس منظر کی طرف کھچا جا رہا ہے۔ دوسری طرف ستاروں کی چھاؤں میں شبنم سے بھیگے ہوئے پھول مہک رہے ہیں اور اپنی خوشبو سے پورے باغ

Geniusneshub.com
CamScanner

کو معطر کر رہے ہیں۔ یہ منظر اتنا دل رُبا اور روح پرور ہے کہ شے نشے کے عالم میں جھوم رہی ہے۔ ہر طرف سبزہ جھوم رہا ہے۔ شاخیں ایک دوسرے سے یوں گلے مل رہی ہیں جیسے یہ عید کا دن ہو۔ اسی لیے صبح کی ہوا یہ اعلان کرتی پھر رہی ہے کہ "عیدِ سحر ہے"۔ گویا یہ صبح عید کے دن کی مانند ہے جس میں پھول، کلیاں، شاخیں ہر شے خوشی کے عالم میں جھوم رہی ہے۔ میر انیس نے کہا تھا:

وہ جھومنا درختوں کا، وہ پھولوں کی مہک — ہر برگِ گل پہ، قطرہ شبنم کی وہ جھلک

(۴)

خنکی وہ بیاباں کی، وہ رنگینیٔ صحرا — وہ وادیٔ سر سبز و تالابِ مصفا
پیشانیٔ گردوں پر، وہ ہنستا ہوا تارا — وہ راستے جنگل کے، وہ بہتا ہوا دریا
ہر سمت گلستاں میں وہ انبار گلوں کے
شبنم سے وہ دھوئے ہوئے رخسار گلوں کے

لغت: خنکی: ٹھنڈک۔ بیاباں: ویرانہ۔ رنگینیٔ صحرا: صحرا کی رنگینی۔ تالابِ مصفا: پاک صاف تالاب۔ گردوں: آسمان۔ انبارگلوں: پھولوں کا ہجوم۔

مفہوم: صبح کے وقت صحرا کی ٹھنڈک اور رنگینی دیکھنے کے لائق ہے۔ وہ سرسبز وادی اور پاک صاف تالاب خوش نما دکھائی دیتے ہیں۔ آسمان کے ماتھے پر ایک ہنستا ہوا تارا ہے اور جنگل کے بیچوں بیچ ایک بہتا ہوا دریا ہے۔ ہر طرف پھولوں کی کثرت ہے جن کے رخسار شبنم سے دھلے ہوئے ہیں۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ نظر بند میں شاعر صبح کا دل نشین منظر بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح کے وقت صحرا کی ٹھنڈک ایک ناقابل بیان تجربہ ہے۔ یہ ٹھنڈک رگ و جان میں اُتر جانے والی ہے۔ پھر ہر طرف پھول ہی پھول کھلنے سے صحرا میں رنگ ہی رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے آج صحرا کی وادی میں پریاں اُتر آئی ہیں جنھوں نے رنگ برنگے لباس پہن رکھے ہیں۔ یہ ٹھنڈک اور رنگینی دل و جان کو معطر کر رہی ہیں۔ میر انیس نے بھی اس منظر کو دیکھ کر کہا تھا:

وہ جوشِ گل، وہ نالۂ مرغانِ خوش نوا — سردی جگر کو بخشتی تھی، صبح کی ہوا

(جوشِ گل: پھول کا کھلنا۔ نالۂ مرغانِ خوش نوا: خوب صورت آواز والے پرندوں کے گیت)

شاعر مزید اس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وادیاں سرسبز دکھائی دیتی ہیں اور تالابوں کا صاف شفاف پانی صبح کی چاندنی میں چمک رہا ہے۔ آسمان کی پیشانی پر صبح کا ستارا چمک رہا ہے۔ یوں گماں ہوتا ہے جیسے کہ کسی حسین کی آنکھ حسن کی روشنی سے دمک رہی ہے۔ جنگل کے بیچوں بیچ ایک بہتا ہوا دریا ہے۔ جس کی روانی دل کے تاروں کو چھیڑ رہی ہے۔ وہ بل کھاتا، شور مچاتا، اچھلتا کودتا دریا جنگل کے قلب میں ایک حسین منظر بنا رہا ہے۔ اس کے شور میں ہزاروں سال کا افسانے سنائی دیتے ہیں۔ بشیر بدر نے کہا تھا:

اگر فرصت ملے پانی کی تحریروں کو پڑھ لینا — ہر اک دریا ہزاروں سال کا افسانہ لکھتا ہے

جنگل میں ہر طرف پھول ہی پھول ہیں اور ان کے پھولوں کے چہرے شبنم سے دھوئے ہوئے ہیں۔ الغرض یہ منظر ایسا دل فریب ہے کہ ذہن و دل اس میں کھوئے جا رہے ہیں۔

(۵)

وہ روح میں انوارِ خدا، صبح وہ صادق — وہ حسن جسے دیکھ کے ہر آنکھ ہو عاشق
وہ سادگی انسان کی فطرت کے مطابق — زریں وہ اُفق، نور سے لبریز وہ مشرق
وہ نغمہ داوٗدؑ پرندوں کی صدا میں
پیرا ہنِ یوسفؑ کی وہ تاثیر ہوا میں

لغت: **انوارِ خدا:** خدا کے جلوے۔ **صادق:** سچا۔ **زریں:** سنہری۔ **لبریز:** لبالب، بھری ہوئی۔ **نغمۂ داوٗدؑ:** تلمیح ہے، حضرت داوٗدؑ کے نغمے۔ **پیرا ہنِ یوسفؑ:** تلمیح ہے، حضرت یوسفؑ کا کرتا۔

مفہوم: صبح صادق کے جلووں سے روح میں خدا کے انوار دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ایسا حسن ہے کہ ہر آنکھ عاشق ہو جائے۔ یہ وقت اور اس کی سادگی انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ افق پر سنہری کرنیں ہیں اور نور سے روشن مشرق ہے۔ پرندوں کی آوازوں میں حضرت داوٗدؑ کے نغمے اور ہوا میں حضرت یوسفؑ کے کرتے کی تاثیر ہے۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جز کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

زیرِ بحث بند میں شاعر صبح کے روح افزا منظر کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبح صادق کا وقت ایسا خوب صورت اور روح پرور منظر ہے کہ اللہ کا نور اور اس کے جلوے روح کو سیراب کر رہے ہیں۔ یہ وقت ایسا ایمان افروز وقت ہے کہ انسان اسے دیکھ کر خدا کے ہونے اور اس کی خالقیت پر بے اختیار ایمان لے آتا ہے۔ یہ ایسا حسن ہے کہ جس کی عاشق ہر آنکھ ہو جاتی ہے۔ یہی وہ سماں ہے جسے دیکھ کر یہ یقین ہو جاتا ہے کہ کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ بقول جوش:

ہم ایسے اہلِ نظر کو ثبوتِ حق کے لیے — اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

شاعر کہتا ہے کہ اس وقت جو ماحول میں خوب صورتی اور سادگی نظر آتی ہے، وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ یہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور اسے اپنی طرف کشش کرنے والی ہے۔ اس وقت میں کوئی منافقت نظر نہیں آتی۔ اس وقت کا باطن اور ظاہر ایک سا ہے۔ پھر شاعر اُفق کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے شفق کے رنگوں سے سنہری نظر آتا ہے، جیسے کسی نے اسے سونے سے رنگ دیا ہو۔ مشرق کی طرف نگاہ اُٹھاؤ تو وہ سورج کی روشنی سے لبریز دکھائی دیتا ہے۔ الغرض سنہری افق اور پُر نور مشرق مل کر ایک ایسا دل کشا نظارہ تخلیق کرتے ہیں کہ دیکھنے والی نگاہ اسے دیکھتی ہی رہ جاتی ہے۔ اسے پھر کسی اور طرف دیکھنے کا خیال نہیں رہتا۔ حفیظ جالندھری نے ایسا ہی منظر دیکھ کر کہا تھا:

ہواؤں کے رباب اُٹھے خوش آمدید کے لیے
اُٹھی حسینہ سحر پہن کے سر پہ تاجِ زر

یہ منظر ایسا دل کش ہے کہ ہر کوئی اس میں گم ہے۔ پرندوں کے نغموں میں حضرت داوٗدؑ کی خوش نوائی سنائی دیتی ہے۔ جسے سن کر ہر کوئی مبہوت ہو جایا کرتا تھا۔ ہوا میں اس قدر تاثیر ہے کہ حضرت یوسفؑ کے کرتے کی تاثیر معلوم ہوتی ہے، جسے جب حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں پر ڈالا

Geniusnesthub.com

CamScanner

پھر وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا اپنی عبادت گاہوں کی طرف جانے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

صنم کدہ بھی کھل گیا اُٹھا ہے شور سنکھ کا
چلو نمازیو! چلو اُٹھو پجاریو! اُٹھو
عبادتوں کے در کھلے سعادتوں کے در کھلے

(۷)

آقا کا غلاموں سے یہ ہے قرب کا ہنگام! دل ہوتے ہیں سرشار فنا ہوتے ہیں آلام
چھا جاتی ہے رحمت، تو برس پڑتے ہیں انعام اس وقت کسی طرح مناسب نہیں آرام
رونے میں جو لذت ہے تو آہوں میں مزا ہے
اے روح! خودی چھوڑ کہ نزدیک "خدا" ہے

لغت: قرب کا ہنگام: قریب ہونے کا وقت۔ سرشار: بے خود ہونا۔ آلام: مصیبتیں۔ خودی: یہاں مراد انا ہے یعنی غرور چھوڑ اور عاجزی اختیار کر۔

مفہوم: یہ وقت خالق کا اپنے بندوں سے قریب ہونے کا وقت ہے۔ اس وقت میں دل لذت سے بے خود ہو جاتے ہیں اور مصیبتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اللہ کی رحمت انعام بن کے نازل ہوتی ہے، اس لیے اس وقت کسی طرح بھی آرام کرنا مناسب نہیں ہے۔ اے روح اپنی انا اور غرور کر چھوڑ دے کیوں کہ تو اس وقت اللہ کے قریب ہے۔

تشریح

(تعارفی عبارت ہر جزو کی تشریح سے پہلے لکھی جا سکتی ہے)

آخری بند میں شاعر صبح کا منظر بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس وقت اللہ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ عاجزی اختیار کرے اور اپنے رب سے قریب ہو جائے۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ وقت ایسا ہے کہ جس میں اللہ اپنے بندوں سے قریب تر ہوتا ہے۔ یہ اپنے رب سے ملاقات کا وقت ہے۔ جو لوگ اس وقت بیدار ہوتے ہیں اور اپنے رب سے ملاقات کرتے ہیں، ان کے دل ایک نہ ختم ہونے والی لذت سے سرشار ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی لذت اور بے خودی ہے، جس کا نشہ صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو اس وقت بیدار ہوتا ہے۔ جب انسان کا دل اس لذت سے سرشار ہوتا ہے تو اس کے دل میں پیدا ہونے والے وسوسے اور غم مٹ جاتے ہیں۔

پھر شاعر اس وقت کو اللہ کی رحمت سے تعبیر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ وقت اللہ کی رحمت اور انعام کا ہے۔ لیکن اس رحمت اور انعام کا حق دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس وقت بیدار ہو۔ ورنہ جو لوگ اس وقت بھی خوابِ غفلت میں پڑے رہتے ہیں، وہ کیسے اس رحمت اور انعام کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اس لیے شاعر سمجھتا ہے کہ یہ وقت آرام کا نہیں ہے۔ اس وقت بستر پر پڑے رہنے والے اللہ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ خدا کے جلوؤں اور صبح کی پاکیزگی سے لطف اندوز نہیں ہو پاتے۔ اس لیے شاعر سمجھتا ہے کہ یہ وقت کسی طرح بھی آرام کا وقت نہیں ہے۔ یہ وقت ہے کہ انسان اپنے بستر سے اٹھے اور اپنے رب کے آگے گڑگڑائے۔ اس وقت رونے میں جو لذت ہے، وہ کسی شے میں نہیں ہے۔ اس وقت خود کے بے بس اور محتاج سمجھ کر اپنے آقا کے آگے اپنے دردِ دل بیان کرنے کا اپنا ہی لطف ہے۔ اس لیے شاعر اپنی روح کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ وہ اپنی انا کو چھوڑ دے۔ اس غرور اور انا پسندی کو ترک کر دے اور عاجزی اختیار کرے کیوں کہ یہ وہ وقت ہے جب انسان اپنے رب سے نزدیک تر ہو جاتا

Geniusnesthub.com

CS CamScanner

اقبال نے بھی صبح کے وقت بیدار ہو کر رونے سے جو عرفان حاصل کیا، اس کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سحر گاہی سے   جس دُرِ ناب سے خالی ہے، صدف کی آغوش

(اشکِ سحر گاہی: صبح کے وقت رونا۔ دُرِ ناب: خالص موتی۔ صدف: سیپ جس میں موتی بنتے ہیں)

مشق

سوال 1: نظم کے مطابق درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں۔

۱۔ مناظرِ سحر میں پیش کیا گیا صبح کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: صبح کا منظر روح میں اُتر جانے والا ہے۔ ہر طرف حُوروں کا حسن اور طُور کی تجلّی دکھائی دیتی ہے۔ ہر طرف تبسم اور ترنم بکھرے ہوئے ہیں۔ صبح اور رات کا ملنا ایسا ہے جیسے کسی پری نے اپنے بال کھول رکھے ہوں۔ ہر طرف خوشبو اور چاندنی کا سمندر ہے۔ پھول مہک رہے ہیں اور سبزہ لہک رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ سبزے پر شبنم کے قطرے جھلک رہے ہیں۔ ہر طرف خدا کا جلوہ ہے۔ پرندوں کی چہچہاہٹ میں خدا کی حمد و ثنا کا شور ہے۔ ہر طرف قدرتِ الٰہی کے انعام ہیں۔ یہ وقت خدا سے قربت کا وقت ہے۔

۲۔ جوش کو شاعرِ فطرت کہا جاتا ہے۔ اس نظم کے حوالے سے وضاحت کریں۔

جواب: جوش کی فطرت نگاری کا جواب نہیں۔ انھوں نے لفظوں سے فطرت کی ایسی ایسی منظر کشی کی ہے کہ انسان ان میں کھو سا جاتا ہے۔ دوسری بہت سی نظموں کے علاوہ یہ نظم "طلوعِ سحر" بذاتِ خود ان کی فطرت پسندی کی دلیل ہے۔ اس نظم میں صبح کے منظر کو جس دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے، یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم خود اس منظر کا حصہ ہیں۔ ان کی فطرت پسندی کا اظہار ان کے اس شعر میں بہ خوبی ہوتا ہے۔

ہم ایسے اہلِ نظر کو ثبوتِ حق کے لیے   اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

۳۔ نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: صبح کا منظر روح میں اُتر جانے والا ہے۔ ہر طرف حُوروں کا حسن اور طُور کی تجلّی دکھائی دیتی ہے۔ ہر طرف تبسم اور ترنم بکھرے ہوئے ہیں۔ صبح اور رات کا ملنا ایسا ہے جیسے کسی پری نے اپنے بال کھول رکھے ہوں۔ ہر طرف خوشبو اور چاندنی کا سمندر ہے۔ پھول مہک رہے ہیں اور سبزہ لہک رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ سبزے پر شبنم کے قطرے جھلک رہے ہیں۔ ہر طرف خدا کا جلوہ ہے۔ پرندوں کی چہچہاہٹ میں خدا کی حمد و ثنا کا شور ہے۔ ہر طرف قدرتِ الٰہی کے انعام ہیں۔ یہ وقت خدا سے قربت کا وقت ہے۔

۴۔ بند نمبر ۳ میں کن اشیا کو "عیدِ سحر" سے تعبیر کیا گیا ہے؟

جواب: تیسرے بند میں خوشبو کے پھیلنے، کلیوں کے چٹکنے، مدھم چاندنی، سمندر کی جھلک، تاروں کی چھاؤں میں پھولوں کا مہکنا، سبزے کا جھومنا، کھیتوں کا لہکنا اور شاخوں کے ایک دوسرے سے ملنے کو عیدِ سحر سے تعبیر کیا ہے۔

۵۔ بند نمبر ۵ میں "انوارِ خدا" سے کیا مراد ہے؟

جواب: شاعر نے صبحِ صادق کی روشنی کو "انوارِ خدا" سے تعبیر کیا ہے۔ کیوں کہ جب روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے تو صرف خدا کے جلوے ہی دکھائی نہیں دیتے بلکہ حق اور باطل بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ خیر اور شر میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ اس نور کے پھیلنے کے بعد ہر طرف پرندوں کی زبانی داؤد علیہ السلام کے نغمے سنائی دیتے ہیں اور ہوا میں حضرت یوسف علیہ السلام کے لباس کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

Geniusnesthub.com

CamScanner

۶۔ صنعت تلمیح سے مراد کلام میں کسی قرآنی آیت، حدیث شریف، کسی مشہور تاریخی واقعہ یا علمی اصطلاح کو نظم کرنا ہے۔ آپ اس نظم سے دو تلمیحات کی نشاندہی کریں اور وضاحت بھی پیش کریں۔

جواب: اس نظم کے پانچویں بند میں دو تلمیحات آئی ہیں۔ ایک نغمہ داؤدی اور دوسری پیراہنِ یوسف ہے۔ نغمہ داؤدی سے اشارہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زبور پڑھنے کی طرف ہے۔ اللہ نے انھیں ایسا لحن عطا کیا تھا کہ جب وہ اللہ کے کلام کی تلاوت کرتے تھے تو پرندے مست ہو جاتے تھے اور شجر و حجر جھوم اُٹھتے تھے۔ دوسری تلمیح میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکت کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی آنکھیں جدائی میں رو رو کے اندھی ہو چکی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص ان پر ڈالنے سے ان کی بینائی واپس آ گئی۔

اضافی مختصر سوال جواب

سوال ۱: ہر ذرہ ناچیز میں ہے طور کا شعلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: طور تلمیح ہے۔ یہ حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ کوہِ طور پر اللہ سے ملاقات کے لیے جاتے تھے تو وہاں انھیں ایک آگ کے شعلے میں سے اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہاں اس سے مراد یہی ہے کہ ہر چیز میں اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔

سوال ۲: ”اے روح! خودی چھوڑ کہ نزدیک ”خدا“ ہے“، سے کیا مراد ہے؟

جواب: شاعر کے مطابق صبح کا وقت اللہ سے نزدیک ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب کائنات کے تمام تر حسن و جمال میں اللہ ہی کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ ہر طرف اللہ کی رحمت اور انعام برستا ہے۔ اس لیے اس وقت اپنی خودی یا انا کو پسِ پشت ڈال دینا چاہیے کیوں کہ خدا نزدیک ہوتا ہے۔

سوال ۳: اس نظم کی ہیئت کیا ہے؟

جواب: اس نظم کی ہیئت مسدس ہے جس کے ہر بند میں چھ مصرع ہوتے ہیں۔ عموماً اس کے پہلے چار مصرع اور آخری دو مصرع ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اس نظم میں بھی یہی ترتیب موجود ہے۔ یہ ہیئت زیادہ تر طویل نظموں میں استعمال کی جاتی رہی ہے۔

اضافی کثیر الانتخابی سوالات

☆ ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات (ا، ب، ج، د) دیئے گئے ہیں، درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-1 جوش ملیح آبادی کا سنِ پیدائش ہے؟

ا۔ ۱۸۹۵ ب۔ ۱۸۹۶ ج۔ ۱۸۹۷ د۔ ۱۸۹۸

-2 جوش ملیح آبادی کا سن وفات ہے؟

ا۔ ۱۹۸۰ ب۔ ۱۹۸۱ ج۔ ۱۹۸۲ د۔ ۱۹۸۳

-3 جوش ملیح آبادی کا اصل نام تھا؟

ا۔ شبیر احمد ب۔ شبیر چودھری ج۔ شیخ شبیر د۔ شبیر حسن خان

Geniusnesthub.com

CamScanner

4- جوش پیدا ہوئے؟
ا۔ فیض آباد ب۔ ملیح آباد ج۔ کان پور د۔ حیدر آباد

5- ان کے والد نسلاً ---------- تھے؟
ا۔ آفریدی ب۔ نیازی ج۔ اورکزئی د۔ شنواری

6- ان کے آباواجداد کا تعلق موجودہ پاکستان کے کس علاقے سے تھا؟
ا۔ وزیر آباد ب۔ پشاور ج۔ گلگت د۔ وادی تیراہ

7- انھوں نے کس جامعہ کے دارالترجمہ میں ملازمت اختیار کی؟
ا۔ جامعہ پنجاب ب۔ جامعہ دہلی ج۔ جامعہ عثمانیہ د۔ جامعہ علی گڑھ

8- انھیں کس کے خلاف نظم لکھنے کی پاداش میں حیدر آباد سے ریاست بدر کر دیا گیا؟
ا۔ انگریز ب۔ نظام حیدر آباد ج۔ مغل د۔ ہندوستان

9- قیام پاکستان کے بعد کس شہر میں مستقل رہائش اختیار کی؟
ا۔ لاہور ب۔ اسلام آباد ج۔ کراچی د۔ پشاور

10- ان کا انتقال کس شہر میں ہوا؟
ا۔ لاہور ب۔ اسلام آباد ج۔ کراچی د۔ پشاور

11- انھوں نے شعر گوئی کس عمر سے شروع کی؟
ا۔ نو سال ب۔ دس سال ج۔ گیارہ سال د۔ بارہ سال

12- انھیں ---------- میں خاص مرتبہ حاصل ہے؟
ا۔ غزل ب۔ نظم ج۔ افسانہ د۔ ناول

13- انھیں کون کون سے القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟
ا۔ شاعرِ فطرت ب۔ شاعرِ انقلاب ج۔ شاعرِ سیاست د۔ ا اور ب دونوں

14- ان کے لہجے میں ایک خاص ---------- اور ---------- ہے؟
ا۔ کھرداپن ب۔ گھن گرج ج۔ بہاؤ د۔ ب اور ج دونوں

15- ان میں سے کون سی تصنیف جوش ملیح آبادی کی ہے؟
ا۔ شعلہ و شبنم ب۔ روحِ ادب ج۔ نقش و نگار د۔ ا،ب،ج تینوں

16- ان میں سے کون سی تصنیف جوش ملیح آبادی کی ہے؟
ا۔ فکر و نشاط ب۔ حرف و حکایت ج۔ آیات و نغمات د۔ ا،ب،ج تینوں

17- ان میں سے کون سی تصنیف جوش ملیح آبادی کی ہے؟
ا۔ سیف و سبو ب۔ عرش و فرش ج۔ یادوں کی برات د۔ ا،ب،ج تینوں

Geniusesthub.com

CS CamScanner

18- نظم "مناظر سحر" کس ہیئت میں ہے؟

ا۔ مثلث ب۔ مربع ج۔ مخمس د۔ مسدس

19- مسدس ایسی نظم کو کہتے ہیں، جس کے ہر بند میں ------ مصرع ہوں؟

ا۔ ۳ ب۔ ۴ ج۔ ۵ د۔ ۶

20- یہ نظم ماخوذ ہے؟

ا۔ کلیاتِ جوش ب۔ فکرِ جوش ج۔ دیوانِ جوش (طبع اول) د۔ خیالِ جوش

جوابات

-1	ب	-2	ج	-3	د	-4	ب	-5	ا
-6	د	-7	ج	-8	ب	-9	ج	-10	ب
-11	ا	-12	ب	-13	د	-14	د	-15	د
-16	د	-17	د	-18	د	-19	د	-20	ج